CONSUMER REPORT

Station: ملتان

Date: 19 اگست

Release No: 13

صفحات 10 | ABC CERTIFIED | باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت | قیمت 5 روپے

روزنامہ نیا دور ملتان

Daily NAYADAUR

چیف ایڈیٹر چوہدری محمد یونس علی

ایڈیٹر: ڈاکٹر محمد علی خان

جلد نمبر 6 | ہفتہ 23 رجب 1427ھ 19 اگست 2006ء 3 بھادوں 2063 بکرمی رجسٹرڈ نمبر ایم 160 | شمارہ 230

Ph: 4572744-8132601 Fax: 458438

ماں کے دودھ کے تحفظ کے قوانین نفاذ کے منتظر کیوں

صحت مند پاکستان

صارف رپورٹ

پاکستان میں شیر خوار بچوں کی ایک بڑی تعداد غذائی بے قاعدگیوں کی وجہ سے صحت کے مختلف مسائل کا شکار ہے جس کی واحد وجہ کسی موثر عملی قانون کی عدم موجودگی میں ماں کے دودھ کے متبادلات کی بلا روک ٹوک تشہیر و ترغیب ہے کیونکہ موجودہ قوانین صرف کاغذوں تک محدود ہیں اور ان پر عملدرآمد کے لیے ابھی تک کوئی واضح حکمت عملی بھی ترتیب نہیں دی گئی۔

پاکستان ڈیموگرافک سروے اور یونیسیف کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر ایک ہزار زندہ پیدا ہونے والے بچوں میں سے 76 پیدائش کے ایک سال کے اندر فوت ہو جاتے ہیں اور یہ شرح جنوبی ایشیاء کے تمام ممالک سے زیادہ ہے۔

یونیسیف کی ایک اور رپورٹ جو 1995 سے 2003ء کے اعداد و شمار کا احاطہ کرتی ہے، کے مطابق پاکستان میں 6 ماہ کی عمر تک کے فقط 16 فیصد بچوں کو مائیں صرف اپنا دودھ پلاتی ہیں جبکہ باقی بچے ڈبے کا دودھ، فارمولا غذائیں یا گائے بھینس کے دودھ پر پالے جاتے ہیں۔ پہلے چھ ماہ میں صرف ماؤں کے دودھ پر پلنے والے بچوں کی بھارت میں شرح 37 اور بنگلہ دیش میں 46 فیصد ہے۔ پاکستان میں یہ شرح اس خطے میں سب سے کم ہے۔

اسی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 5 برس تک کی عمر کے 38 فیصد بچوں کا وزن مقررہ معیار سے کم ہے جبکہ ان میں 12 فیصد بچوں کا وزن تو خطرناک حد تک کم ہے۔ پاکستان میں 5 برس تک کی عمر کے بچوں میں اموات کی شرح بھی جنوبی ایشیاء میں سب سے زیادہ ہے اور یونیسیف کی 2002ء کی رپورٹ کے مطابق ہر ہزار پیدا ہونے والے بچوں میں سے 107 اپنی پانچویں سالگرہ منائے بغیر اس جہان سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

یہ اعداد و شمار اور پریشان کن صورتحال نہ صرف بچوں کی صحت اور زندگیوں کی حوالے سے خطرناک ہے بلکہ ریاست اور شہریوں کی جانب سے صحت عامہ پر کیے جانے والے اربوں کے اضافی اخراجات کا بھی باعث ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بچوں کی زندگیوں کے تحفظ کا آسان ترین حل، ماں کی دودھ پلانے کی روایت کو زندہ رکھنا اور اس کا تحفظ کرنا، بہت زیادہ تردد نہیں مانگتا۔

دی نیٹ ورک ادارہ برائے تحفظ صارفین کے ایک تازہ ترین سروے میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ ماں کے دودھ کے غذائی متبادلات نہ صرف شہروں میں عام دستیاب ہیں بلکہ چھوٹے قصبوں اور دیہات کی حد تک بھی ڈبے کا دودھ اور فارمولا غذائیں دستیاب ہیں۔ اس پر مستزاد کچھ روایتی فرسودہ خیالات کہ دودھ پلانے سے ماں کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا ماں کا دودھ بچے کی غذائی ضروریات پوری نہیں کر سکتا وغیرہ وغیرہ جن کے باعث نہ صرف صنعتی متبادلات صحت کے کارکنوں کی پشت پناہی کی وجہ سے فروغ پا رہے ہیں بلکہ گائے اور بھینس کا دودھ بھی ماں کے دودھ کے متبادل کے طور پر مستعمل ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ متبادلات تیار کرنے والی کمپنیوں کی تشہیر و ترغیب، غلط روایات، فرسودہ نظریات اور دودھ پلانے والی ماؤں کو مناسب سہولتوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے پاکستان میں ماں کے دودھ پلانے کی روایت خطرے میں ہے۔

یونیسیف اور ڈبلیو ایچ او جیسی بین الاقوامی تنظیموں نے اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ دنیا میں ماں کے دودھ کے متبادلات کی یلغار کے آگے بند باندھنا بہت ضروری ہے، 1981ء میں ایک بین الاقوامی کوڈ منظور کروایا جسے 'ماں کے دودھ کے متبادلات کی مارکیٹنگ کے لیے ضابطہ اخلاق 1981' کہا جاتا ہے۔ پاکستان نے بھی اس کوڈ کی توثیق کی لیکن اس کوڈ پر عملدرآمد کے لیے بنایا جانے والا آرڈیننس 2002 میں 'ماں کے دودھ اور بچوں کی غذائیت کے تحفظ' کے عنوان کے تحت منظر عام پر آیا جس کا مقصد ماں کی دودھ پلانے کی روایت کو متبادلات کی تجارتی یلغار سے محفوظ رکھنا، ماں کے دودھ کے متبادلات کی غیر اخلاقی مارکیٹنگ کی روک تھام اور بین الاقوامی معاہدے کی پابندی تھا۔

لیکن یہ قانون سازی بھی پاکستان کی دوسری بہت ساری قانون سازیوں کی طرح عملدرآمد اور نفاذ کے انتظار میں ہے۔ اگرچہ متعلقہ حکومتی حلقوں نے نیم دلی سے حال ہی میں قانون کے کچھ مبہم رولز بنانے کی کوشش کی لیکن یہ اتنے بڑے مسائل سے نمٹنے کے ہرگز قابل نہیں۔

یہ قانون بجائے خود اس طاقتور تجارتی اثر سے نمٹنے کے لیے ناکافی ہے جس کا توڑ کرنے پر بین الاقوامی کوڈ میں بہت زور دیا گیا ہے۔ اس قانون میں موجود بہت سارے واضح سقم ہائے کے باوجود یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کمزور قانون کا نفاذ اور اس پر عملدرآمد بھی صارفین کو کسی حد تک ریلیف فراہم کر سکتا ہے۔ لیکن حکومت کے وعدوں کے باوجود قانون کی موجودہ شقوں پر عملدرآمد کے لیے بھی کوئی ٹھوس پیشرفت سامنے نہیں آ رہی۔

پاکستان میں بین الاقوامی کوڈ کی پابندی کے لیے قانون بنانے میں 21 برس لگے (1981-2002) اور اس کا نفاذ ابھی تک نہیں ہو سکا۔ کسی بھی قانون کے نفاذ اور اس پر عملدرآمد کے لیے رولز اور ضابطوں کا نوٹیفکیشن بہت ضروری ہوتا ہے مگر وزارت صحت اس آرڈیننس کے آنے کے چار برس بعد بھی صرف نیشنل انفنٹ فیڈنگ بورڈ کے قیام کے لیے رولز بنا سکی ہے۔ اس بورڈ میں جس کے ذمے آرڈیننس کے رولز اور ضابطے بنانے کا کام ہے، اس صنعت کا ایک نمائندہ بھی شامل کیا گیا ہے جس کے خلاف ضابطے بننے ہیں جبکہ متبادلات کی صنعت کے کسی نمائندے کی ایسے کسی بورڈ میں موجودگی بین الاقوامی کوڈ کے تحت ممنوع ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ صحت کے ماہرین کی جانب سے تجویز کردہ رولز اور ضابطے حکومت کے پاس کئی برس پہلے پہنچ چکے ہیں، قانون سازی ابھی تک وزارت کی الماریوں میں بند ہے اور ماں کے دودھ کے متبادلات کی صنعت کے متبادلات کی تشہیر و ترغیب میں غیر قانونی ہتھکنڈوں کے استعمال کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا باوجود اس کے کہ اسی مقصد کے لیے یہ قانون منظور ہوا ہے۔

کیا ہونا چاہیے؟

اگر ماں کے دودھ کے تحفظ کے قانون کو بھی انھی قوانین کی فہرست میں شامل نہیں کرنا جن کے نفاذ کے باری شاذ ہی آتی ہے تو فوری طور پر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ شیر خوار بچوں کی صحت اور زندگی کے تحفظ کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات فوراً اٹھائے۔

☆ قانون کے رولز اور ضابطوں کو نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔

☆ پبلک اور پرائیویٹ مقامات پر اس قانون پر عملدرآمد کے لیے ایک قومی منصوبہ عمل ترتیب دیا جائے۔

☆ ایک ایسا آزاد میکنزم وضع کیا جائے جو اس قانون پر عملدرآمد کی اس کے اغراض و مقاصد کی روشنی میں، مستقل جانچ پڑتال کرتا رہے۔

☆ قانون میں اس کے مقاصد کے حصول کے لیے مناسب ترمیمات کی جائیں۔

☆ صحت کے شعبے سے وابستہ افراد خصوصاً ماں اور بچے کی صحت سے تعلق رکھنے والے صحت کے کارکنوں کو اس قانون کی شقوں سے متعلق آگاہی فراہم کی جائے۔

واضح رہے کہ ہمارا مستقبل بچوں اور ان کے صحت کے ہاتھ میں ہے اور ہم اپنے مستقبل کی تباہی کب تک برداشت کر سکتے ہیں؟

ماں کا دودھ ہی کیوں؟

ماں کا دودھ پلانا ماں اور بچے دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔ پیدائش سے لیکر دو سال کی عمر تک ماں کا دودھ بچے کو بڑھوتری کے مطلوبہ غذا بآسانی فراہم کرتا ہے اور یہ ماں کا دودھ ہی ہے جس کے باعث بچے کے جسم میں بیماریوں کے خلاف قدرتی مدافعت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ ہیضہ اور غذائی کمی جیسی امراض سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔ ماں کے دودھ پلانے کے عمل کے دوران بچے اور ماں میں وہ جذباتی اور نفسیاتی تعلق بھی قائم ہوتا ہے جو آگے چل کر بچے کی ساری زندگی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وہ بچے جو ماں کے دودھ پر پلتے ہیں زیادہ صحت مند ہوتے ہیں اور انھیں بیماریاں بھی کم لگتی ہیں۔ بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے بچے کی پیدائش میں قدرتی وقفہ پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ماں اور بچے کی صحت محفوظ رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کی دودھ پلانے کی روایت کا تحفظ وہ واحد سستا، قدرتی اور قابل عمل طریقہ ہے جس پر عمل کر کے زچہ و بچہ کی اموات کی شرح کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

پچھلی کچھ دہائیوں سے ماں کے دودھ پلانے کی روایت کو بچے کی خوراک تیار کرنے والی صنعت سے خطرہ درپیش ہے کیونکہ اس صنعت کی غیر اخلاقی مارکیٹنگ معاشرے کے رویوں پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا میں ہر سال 15 لاکھ بچوں کی زندگی بچائی جا سکتی ہے اور کروڑوں دوسرے بچوں کی صحت بہتر ہو سکتی ہے اگر تمام پیدا ہونے والے بچوں کو چھ ماہ تک صرف ماں کا دودھ دیا جائے یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی اور کمیونٹی کی سطح پر بچوں کی غذائیت سے کام کرنے والے ادارے ماں کے دودھ کی روایت کے تحفظ کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔

چند حقائق

☆ ماں کے دودھ پر پلنے والے بچوں میں ذیابیطس، ابتدائی عمر کے سرطان اور اچانک موت کے امکانات دوسرے بچوں کی نسبت کم ہوتے ہیں۔ ماں کا دودھ جسم کے دفاعی نظام کو مضبوط بناتا ہے اور بچوں کو پیشاب اور دل کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

☆ ماں کا بچے کو دودھ پلانا ماؤں کو کم از کم ایک سال تک حمل سے 98 فیصد تک محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرے مانع حمل طریقوں کی نسبت یہ زیادہ مفید ہے۔

☆ یہ بات بھی شواہد سے ثابت ہو چکی ہے کہ ماں کا دودھ بچے میں سیکھنے کی قابلیت اور ذہانت کی افزائش میں مددگار ہوتا ہے۔

☆ جہاں پینے کا صاف پانی میسر نہ ہو وہاں بوتل سے دودھ پینے والے بچے میں ہیضے میں مبتلا ہو کر مرنے کے امکانات ماں کا دودھ پینے والے بچے کی نسبت 25 گنا زیادہ ہوتے ہیں جبکہ سانس کی بیماریوں سے مرنے کے امکانات چار گنا زائد ہوتے ہیں۔ ماں کے دودھ کو اس واحد اور سب سے موثر مداخلت کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جو بچوں کی 13 سے 15 فیصد اموات سے بچاؤ فراہم کر سکتی ہے۔ دنیا بھر میں پانچ سال سے کم عمر کے 60 لاکھ بچے نامناسب غذا کے باعث ہلاک ہوتے ہیں اور ان میں دو تہائی یعنی چار لاکھ اپنی پہلی سالگرہ منائے بغیر ہی رخصت ہو جاتے ہیں۔

چیلنجز

ماں کی دودھ پلانے کی روایت کو پاکستان میں، مندرجہ ذیل چیلنجز کا سامنا ہے۔

☆ سیاسی عزم کی کمی

☆ لوگوں اور صحت کے کارکنوں میں پائے جانے والے غلط نظریات

☆ بچوں کی خوراک تیار کرنے والی کمپنیوں کی جانب سے اپنی مصنوعات کی جارحانہ تشہیر

☆ کام کرنے کی جگہوں پر نامناسب ماحول

☆ تیز رفتاری سے وقوع پذیر ہونے والی سماجی اور معاشی تبدیلیاں۔